نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا راشد الحق سمیع

سانحہ پشاور کا المناک واقعہ
اور دینی مدارس کے کردار پر بے جا تنقید

اَلمیوں کی سرزمین پشاور جو بدقسمتی سے تیس سال سے مسلسل آگ وخون کی زَد میں ہے،اس شہرِ مقتل کی شاید ہی کوئی گلی یا محلّہ گنجِ شہیداں سے کم ہو۔وطن عزیز تو برسہا برس سے غیروں کی مسلط کردہ جنگ کے لئے میدانِ کارزار بنا ہوا ہے لیکن خصوصاً خیبر پختونخوا،اس کے قبائلی علاقہ جات اوراہل پشاور کی قربانیوں کا کیا کہنا۔۱۶؍دسمبر کی تاریخ پاکستان کے لئے ویسے بھی ایک منحوس استعارہ ہے لیکن ایک بار پھر اسی ۱۶؍دسمبر کو پشاور کے اے پی ایس سکول میں دہشت گردی کا ایک ایسا افسوسناک، المناک،دردناک اوراپنی نوعیت کا بدترین حادثہ پیش آیا کہ جس نے پاکستان سمیت دنیا بھر میں ایک کہرام مچا دیا۔سکول کے ۱۴۰ سے زائد معصوم، بے گناہ طالب علموں کو ناکردہ گناہوں کی ایسی ہی سزا دی گئی جس طرح کہ ماضی میں باجوڑ کے ایک مدرسے کے ۸۰ سے زائد معصوم حفاظ طالب علموں پر اندھیری رات میں بمباری کرکے شہید کردیا گیا تھا۔حقیقت میں یہ واقعہ اہل پاکستان کے لئے کسی قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا۔سکول میں سینکڑوں بچوں کی شہادت کے ساتھ ساتھ علم،قلم،کتاب اور بستے کی حرمت کو بھی پامال کردیا گیا جو کہ ہر لحاظ سے انتہائی قابل مذمت اور قابل نفرت اقدام ہے۔

اسلام تو وہ دین فطرت ہے جس میں یہود ونصاریٰ اور حتیٰ کہ مشرکین کے بچوں کی سلامتی دوران جنگ کی حالت میں بھی یقینی بنانے کی تلقین کی گئی ہے اوراس کے لئے خصوصی احکامات اور قوانین موجود ہیں۔ چنانچہ حادثے کے فوراً بعد پاکستان کے تمام دیگر طبقوں کی طرح علمائے کرام، ارباب مدارس اور مذہبی و سیاسی جماعتوں نے اس واقعے کی بھرپور مذمت کی اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے، گوکہ اس حادثے میں ایک بھی مدرسے کا طالب علم یا عالم دین ملوث نہیں تھا لیکن پھر بھی مغربی میڈیا اوراُن کی پالیسی ساز اداروں کی منظّم سازش کے تحت پاکستان میں این جی اوز ،سیکولر طبقے اور خصوصاً ''روشن خیال'' جماعتوں نے حسب سابق اس حادثے کا رُخ دینی مدارس،مذہبی سیاسی